1 معاشی صورتحال اور خلاصہ

1.1 عمومی جائزہ

شدید سیلاب کے بعد اور اہم معاشی اصلاحات پر عملدرآمد میں مسلسل تاخیر کی وجہ سے پاکستانی معیشت دباؤ میں رہی۔ اگرچہ بڑھتا ہوا معاشی توازن ابھی تک خاصا قابو میں ہے تاہم اگر ضروری ساختی تبدیلیاں لانے میں مزید دیر کی گئی تو معیشت کو مستقبل میں مزید بوجھ برداشت کرنے پڑ سکتے ہیں۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س09ء	م س10ء	م س11ء
شرح نمو (فیصد)				
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	جولائی تا نومبر	-5.5	0.5	-2.3
برآمدات (ایف او بی)	جولائی تا دسمبر	9.4	-4.9	20.6
درآمدات (سی آئی ایف)	جولائی تا دسمبر	12.8	-16.3	19.6
ٹیکس محاصل (ایف بی آر)	جولائی تا نومبر	26.2	7.1	7.6
صارف اشاریہ قیمت (12 ماہی متحرک اوسط)	دسمبر	20.3	13.6	13.9
نجی شعبے کا قرضہ	جولائی تا 8 جنوری	5.4	2.9	4.1
رسدزر (زر2)	جولائی تا 8 جنوری	0.9	5.3	8.6
ارب امریکی ڈالر				
مجموعی سیال ذخائر[1]	18 جنوری	10.0	15.2	17.1
آمد ترسیلات	جولائی تا دسمبر	3.6	4.5	5.3
خالص بیرونی سرمایہ کاری	جولائی تا دسمبر	2.1	1.2	0.8
فیصد جی ڈی پی 2				
مالیاتی خسارہ	جولائی تا ستمبر	1.1	1.5	1.6
تجارتی خسارہ	جولائی تا دسمبر	5.0	3.3	2.9
جاری حسابات کا خسارہ	جولائی تا دسمبر	-4.8	-1.5	0.0

1 اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں میں

2 نسب نما میں پورے سال کے جی ڈی پی پر مبنی

سیلاب سے نجی و سرکاری انفراسٹرکچر کو ہونے والے نقصان کی حد اور اس پر پالیسی کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت، رسدی مسائل کے بلاواسطہ اور بالواسطہ اثرات، توانائی کی قلت، صارفین اور کاروباری برادری کے کمزور اعتماد نے مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں ملکی معیشت کو متاثر کیا (دیکھئے **جدول 1.1**)۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کو سب سے زیادہ نقصان ہوا کیونکہ بہت سی فصلیں تباہ ہوگئیں اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو م س10ء میں سنبھلنے کے بعد منفی ہوگئی۔ جزوی طور پر سیلاب کی وجہ سے حکومت کی مالیاتی پوزیشن بدتر ہوگئی اور خسارے کی تسکیک نے گرانی کا دباؤ بڑھا دیا جس سے غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کا اثر دوچند ہوگیا۔

معیشت کا ایک روشن پہلو جو کسی حد تک سیلاب کی وجہ سے ہی پیدا ہوا وہ بیرونی شعبے کی مضبوطی تھی۔ ترسیلات میں اضافے اور سیلاب زدگان کی امداد اور اس کے ساتھ برآمدات کی بھرپور نمو، جس کا سبب زیادہ تر کپاس کی قیمت میں نمایاں اضافہ تھا، سے درآمدات کی نمو کا اثر کم ہوگیا جس کی بنا پر جولائی تا دسمبر م س11ء کے جاری حسابات فاضل ہوگئے۔ اگر سیلاب کی وجہ سے اور لاجسٹک سپورٹ کی مد میں رقوم نہ آتیں تو جاری حسابات کا فاضل ہونا ممکن نہ ہوتا۔

معیشت کی مدد غیر متوقع طور پر اجناس علی الخصوص زرعی مصنوعات کی عالمی قیمتوں کی حیرت انگیز مضبوطی کی بنا پر ہوئی خصوصاً اگست 2010ء میں (دیکھئے

جدول 1.2)۔ بیشتر فصلوں کی قیمتیں خاصی بڑھیں۔ لیکن اس میں مثبت اور منفی پہلو چھپے ہوئے تھے۔ ایک طرف تو خاصی مقدار میں غیر متوقع آمدِ زر قوم نے بیشتر دیہی علاقوں میں قوتِ خرید بڑھا دی اور برآمدی وصولیوں کی نمو میں مدد کی۔ لیکن دوسری طرف سیلاب سے ابھرنے والا گرانی کا دباؤ مزید بڑھا خصوصاً غذائی گرانی م س09ء کی سطح تک پہنچنے لگی۔ توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں خاص طور پر پریشان کن تھیں، نہ صرف درآمدی بل کے حوالے سے بلکہ گرانی پر لاگتی دباؤ کے اثرات کے حوالے سے بھی۔

جدول 1.2: تھوک قیمتوں میں تبدیلیاں		
فیصد سال بسال		
	دسمبر09ء	دسمبر10ء
پیداوار		
کپاس	48.9	111.2
گنا	43.6	63.4
چاول	-9.7	17.9
ٹماٹر	-18.8	189.8
آلو	3.6	14.7
پیاز	-1.5	130.4
خام مال		
ڈیزل	20.4	14.5
کھاد	-10.8	18.6

توانائی (ایندھن اور بجلی) کی قیمتوں میں تبدیلیوں، بیشتر زرعی مصنوعات پر منافع کے بلند تر مارجن (کیونکہ بہت سے تاجروں نے رسد کی ظاہری قلت اور انتظامی کمزوریوں کا فائدہ اٹھایا)، درآمدات کی بڑھتی ہوئی لاگت (کیونکہ اجناس کی عالمی قیمتوں میں مضبوطی آنے لگی)، اور مالیاتی خسارے کی تسکیک سے پیدا ہوانے والی طلبی مہمیز، ان سب نے گرانی کو دسمبر 2010ء میں 15.5 فیصد سال بسال تک پہنچا دیا جبکہ مالی سال کے پہلے مہینے میں یہ 12.3 فیصد سال بسال تھی۔ قوزی گرانی کے تراشیدہ اوسط میں بھی اضافہ ہوتا رہا (دیکھئے **شکل 1.1**)۔

شکل 1.1: قوزی گرانی (20 فیصد تراشیدہ اوسط) - سال بسال

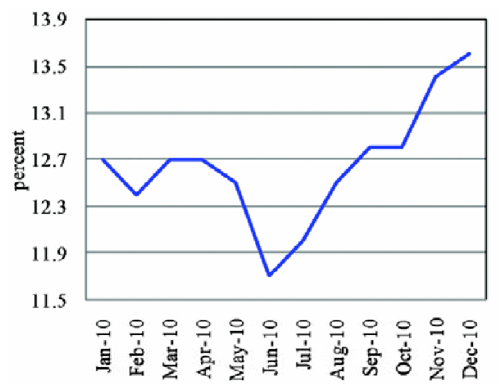

مالی سال کی دوسری ششماہی میں غذائی گرانی کے کم ہونے کی توقع ہے تاہم یہ امکان نہیں کہ م س11ء میں یہ یک ہندسی ہو جائے گی۔ مزید برآں اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں اور مالیاتی اقدامات (محاصل بڑھانے، توانائی کی زراعانت کم کرنے وغیرہ کے لیے) غیر غذائی گرانی میں اضافے کو تحریک ملے گی۔ اس تناظر میں پالیسی کے حوالے سے یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ طلبی گرانی کے دباؤ کو کم سے کم رکھا جائے۔

چنانچہ م س11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی خسارے کا بڑھ کر جی ڈی پی کے 1.6 فیصد تک پہنچ جانا پریشان کن ہے۔ یہ پچھلے سال کی شرح سے 0.1 فیصد زیادہ ہے حالانکہ آئی ایم ایف کے ساتھ طے ہونے والا م س11ء کا سالانہ ہدف م س10ء میں ریکارڈ ہونے والے خسارے

سے جی ڈی پی کا 1.6 فیصد کم ہے۔ مزید یہ کہ اگرچہ صوبوں میں گذشتہ برس خسارہ ریکارڈ کیا گیا تاہم اس سال صوبوں میں مجموعی طور پر جی ڈی پی کا 0.3 فیصد فاضل متوقع ہے۔

مالیاتی خسارے میں اضافے کی وجہ امن وامان اور سیلاب سے متعلق بھاری اخراجات بھی ہیں۔ تاہم ضمنی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اور اہم جز 'زرہائے اعانت' کا ہے جو توانائی کی زراعانت پر واجبات کی جزوی ادائیگی اور اجناس کی خرید وفروخت کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن مالیاتی خسارے میں نمو زیادہ تر محاصل میں نمایاں کمزوری خصوصاً غیر ٹیکس محاصل میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔

اخراجات کے دھچکے (مثلاً سیلاب زدگان کی امداد) نیز وصولیوں میں غیر متوقع کمزوری (یہ بھی جزواً سیلاب کے نتیجے میں آئی) سے ٹیکس اساس کو ہنگامی بنیادوں پر وسیع کرنے اور اخراجات کی نمو کو کم کرنے کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے تاکہ معیشت کو دھچکوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اخراجات کو محدود رکھنے میں پیش رفت کے کچھ آثار نظر آرہے ہیں، ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کی گئی ہے، زراعانت میں کمی کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں اور وزارتوں کے اختیارات صوبوں کو دینے کی جانب سے پیش رفت ہوئی ہے تاہم بہت کچھ کرنے کی گنجائش ہے۔ بہرحال محاصل لانے کے لیے ایک بہت اہم قدم یعنی وی اے ٹی پر مبنی سیلز ٹیکس کا معاملہ تنازع کا شکار ہے۔

بلند مالیاتی خسارہ، غیر بینک مالیات کی مایوس کن دستیابی، اور منڈی سے قرض لینے میں حیرت انگیز ہچکچاہٹ (یعنی پی آئی بی نیلامیوں میں تمام بولیاں مسترد کردی گئیں) نے خسارے کی تسکیک کو پھر ابھرنے میں مدد دی۔ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری جولائی سے 8 جنوری م س11ء کے درمیان 153.9 ارب روپے یعنی 19.3 فیصد سال بسال بڑھ گئی۔ نتیجے کے طور پر خالص نجی شعبے کے قرضے کے استعمال میں معمولی سی تیزی کے باوجود مذکورہ مدت میں زر2 کی 15.94 فیصد سال بسال نمو پر سرکاری شعبہ ہی چھایا رہا۔

اسی عرصے میں نجی شعبے کو دیے جانے والے خالص قرضے کی 5.0 فیصد سال بسال نامیہ نمو پہلی نظر میں کسی قدر حوصلہ افزا دکھائی دیتی ہے۔ تاہم چونکہ تمام اضافہ جاری سرمائے کے لیے تھا اور بہت سی صنعتوں کی خام مال کی لاگت بڑھ گئی ہے اس لیے حقیقی لحاظ سے نجی شعبے کے قرضے کا استعمال غالباً کم ہوا ہے۔ حکومتی پیپر پر بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں اور بلند مطابقت خطرہ آمدنی کا اثر واضح طور پر نجی شعبے کی زیادہ پیداواری سرگرمیوں کے لیے قرضے کی گنجائش ختم کررہا ہے۔ حکومت کے لیے قرضوں کے لیے بینکوں کے بڑھتے ہوئے انکشاف کی بنا پر موڈیز نے، جو بڑی کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی ہے، پانچ بڑے پاکستانی بینکوں کی بینک فنانشل اسٹرینتھ ریٹنگ (BFSR) کم کردی ہے۔

مالیاتی توسیع اور تسکیک کے طلبی دباؤ، لاگتی دھچکوں کے بالواسطہ اور بلاواسطہ نتائج اور بیرونی حسابات میں مضمر کمزوریوں کے پیش نظر مرکزی بینک نے م س11ء کی پہلی ششماہی میں پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 150 بیسس پوائنٹ بڑھایا۔

جاری حسابات کے خسارے میں جولائی تا دسمبر م س11ء کے دوران 101.1 فیصد سال بسال کمی کے باوجود مجموعی بیرونی حسابات کی صورتحال میں خرابی آئی ہے۔ سرمایہ کھاتے اور مالی کھاتے کی وصولیاں اس مدت میں مسلسل کم ہوتی رہی ہیں اور صرف 80 کروڑ 70 لاکھ ڈالر کی فاضل رقم آئی

ہے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 3.0 ارب ڈالر آئے تھے۔ مندرجہ ذیل امور کے پیش نظر صورتحال سنگین دکھائی دیتی ہے:

(1) آئندہ مہینوں میں سیلاب کی بنا پر ہونے والی وصولیاں کم ہونے کا امکان ہے۔
(2) اشیا خصوصاً توانائی کی قیمتوں میں اضافہ درآمدی بل پر دباؤ ڈالے گا۔
(3) معاشی اصلاحات کے حوالے سے نمایاں پیش رفت میں ناکامی سے بیرونی سرمایہ اور مالی حسابات کی وصولیوں پر اثر پڑے گا۔

بیرون ملک سے رقوم کی آمد کی عدم موجودگی میں جاری حسابات کے متوقع خسارے کی مالکاری ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ ڈالے گی۔ ذخائر کی کافی سطح برقرار رکھنا زرمبادلہ کی تغیر پذیری کو کم رکھنے کے لیے لازمی ہے۔

1.2 مستقبل کے امکانات

معیشت کے اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی آئندہ مہینوں میں بہتر ہونے کی توقع ہے۔ تاہم زراعت کی بحالی کی توقعات کا انحصار گندم کی فصل (بشمول بارانی علاقوں کی پیداوار میں اضافے) اور گلہ بانی کے شعبے پر ہوگا۔ اسی طرح بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو آئندہ مہینوں میں مثبت ہوجانے کی توقع ہے کیونکہ زرعی اشیا کی مستحکم قیمتیں طلب کو بہتر بنا رہی ہیں اور بعض صنعتوں میں اضافی استعداد آرہی ہے۔[1] تاہم توانائی کی مسلسل قلت اور توانائی کی ادائیگیوں کے واجبات معاشی سرگرمیوں پر دباؤ رکھیں گی۔

جدول 1.3: اہم معاشی اظہاریوں کی پیشگوئیاں

	م س10ء	م س11ء	
	سالانہ منصوبے کے اہداف		اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
شرح نمو فیصد میں			
جی ڈی پی	4.1ع	4.5	2.0 - 3.0
اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	11.7	9.5	15.0 - 16.0
زری اثاثے (زر2)	12.5	-	14.0 - 15.0
ارب امریکی ڈالر			
کارکنوں کی ترسیلات	8.9	9.0	10.0 - 11.0
برآمدات (ایف او بی-بی او پی ڈیٹا)	19.7	20.0	22.0 - 23.0
درآمدات (ایف او بی-بی او پی ڈیٹا)	31.2	31.7	34.5 - 35.5
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی خسارہ	6.3	4.0*	6.0 - 6.5
جاری حسابات کا خسارہ	2.3	3.4	1.0 - 2.0

ع: عبوری، * وفاقی بجٹ میں اعلان کردہ مجموعی مالیاتی خسارے کا ہدف، تاہم جامع وفاقی وصوبائی میزانیوں کے اعلان میں یہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 5.3 فیصد ہوگیا۔
نوٹ: مالیاتی اور جاری حسابات کے خساروں کے جی ڈی پی کے ساتھ تناسبات کے اہداف م س11ء کی بجٹ دستاویز میں نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں جبکہ پیشگوئیاں سال کے نامیہ جی ڈی پی کے عبوری تخمینوں پر مبنی ہیں۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں بہتری کو خدمات اور تعمیرات کے شعبوں سے کچھ سہارا ملنے کی امید ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کے تخمینے پچھلے تخمینوں سے مختلف نہیں جن کے مطابق م س11ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو 2 سے 3 فیصد کے درمیان رہنے کا امکان ہے (دیکھئے **جدول 1.3**)۔

اس کے برعکس گرانی کا دباؤ م س11ء کی پہلی ششماہی میں توقع سے زیادہ بڑھا ہے۔ اس کا کچھ حصہ جو سیلاب کے بعد کے دھچکوں کی عکاسی کرتا ہے، رفتہ رفتہ ختم ہوجائے گا اور اسی طرح (رسدی بدانتظامی کی وجہ سے) چینی کی قیمتوں میں اضافے کا حصہ بھی ختم ہوجائے گا لیکن مالیاتی

[1] کھاد، سیمنٹ اور فولاد کی صنعتوں میں م س11ء کے دوران نئی استعداد آئے گی۔ م س11ء کے دوران تیل کی ریفائنری میں بھی استعداد بڑھ رہی ہے تاہم یہ م س12ء میں کام کرنا شروع کرے گی۔

توسیع، توانائی کی زراعانت میں مجوزہ کمی اور بڑھتی ہوئی درآمد شدہ گرانی کے امکانات گرانی کی توقعات کو بڑھاتے رہیں گے۔ نتیجتاً م س 11ء میں گرانی کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے تخمینے 13.5-14.5 فیصد سے بڑھا کر 15.0-16.0 فیصد کر دیے گئے ہیں۔

غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں حکومت سے مطالبات کیے گئے ہیں کہ قیمتیں قابو میں رکھنے کے لیے مداخلت کرے۔ حالیہ برسوں میں پاکستان کا تجربہ یہ رہا ہے کہ حکومتی مداخلت سے منڈی میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً م س 08ء میں گندم کی کم ملکی قیمتوں کے نتیجے میں فقط یہ ہوا کہ اناج پڑوسی ممالک کو اسمگل ہوا اور کاشتکاروں اور صارفین کے بجائے زراعانت کا فائدہ اسمگلروں کو پہنچا۔ مستحکم قیمتیں کاشتکاروں کو بلند تر یافت کے لیے سرمایہ کاری کرنے پر اکساتی ہیں اور اس سے ملکی طلب کو سہارا ملتا ہے۔ لہٰذا کم آمدنی والے گروپوں کو گرانی سے تحفظ دینا کا واحد پائیدار طریقہ یہ ہے کہ ہدفی زراعانت مہیا کیا جائے اور روزگار کے بھرپور مواقع پیدا کیے جائیں۔

پاکستان کے تجربے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منڈیوں کو کام کرنے دینا چاہیے، گو کہ اینٹی ٹرسٹ قواعد وضوابط کی ضرورت ہے۔ ایک فعال ضابطہ کار کی موجودگی مسابقت اور منڈی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے تاکہ معیشت کی کارکردگی بہتر ہو۔

تاہم اخراجات کے انتظام کے حل طلب مسائل نیز محاصل کی کمی کی پیش نظر مالیاتی کارکردگی بدستور تشویش کا باعث ہے۔ مثال کے طور پر ٹیکس اصلاحات پر بہت سے آرا پیش کی گئی ہیں جیسے آر جی ایس ٹی (جو وی اے ٹی پر مبنی جی ایس ٹی ہے)، جس پر بہت تنقید ہوئی ہے، دولت ٹیکس، انکم ٹیکس نیٹ میں زرعی آمدنی کی شمولیت، کیپٹل گین ٹیکس عائد کرنا (صرف مالی اثاثوں پر نہیں) اور ٹیکسوں کی بہتر نظم و نسق۔[2] خلاصہ یہ ہے کہ تنازع غیر ضروری ہے کیونکہ ٹیکس اساس کو وسیع کرنے کے لیے ان تمام تجاویز کو عملی شکل دی جاسکتی ہے۔ اس سے مسابقت کو بہتر بنانے کے لیے معیشت میں اوسط ٹیکس ریٹ کم کرنا ممکن ہوگا۔ آخری تجزیے میں معاشی استحکام، ترقیاتی اخراجات (صحت، تعلیم وغیرہ) بڑھانے کے لیے مالیاتی وسائل میں اضافہ ضروری ہے۔

تاہم وی اے ٹی پر مبنی ٹیکس کی اہمیت فوری محاصل پیدا کرنے کی استعداد کی بنا پر نہیں (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ابتدا میں یہ زیادہ نہ ہو) بلکہ اس حقیقت کی بنا پر ہے کہ اگر اس کا مناسب طور پر نفاذ ہو تو معاشی عاملین کو اپنی لین دین کو دستاویزی شکل دینے کی ترغیب ملتی ہے (جس سے زیادہ انکم ٹیکس اکٹھا ہوسکتا ہے)۔

بجلی کے شعبے میں مالیاتی اصلاحات کے نفاذ اور زراعانت کے خاتمے سے ٹیکس نیٹ وسیع تر ہونے اور معیشت میں بگاڑ کم ہونے کی توقع ہے۔ ان اصلاحات سے قلیل مدت میں معیشت میں لاگتی گرانی کا دباؤ بڑھے گا مگر ان سے طویل مدت میں بلند نمو کو پائیدار بنانے میں مدد ملے گی۔

گرانی کے برخلاف جاری حسابات کا خسارہ بھی م س 11ء کی دوسری ششماہی میں مزید بگڑنے کا امکان ہے۔ توقع ہے کہ درآمدات کی مضبوط نمو سے برآمدات میں اضافے اور کارکنوں کی ترسیلات کے فوائد بے اثر ہو جائیں گے۔ جاری حسابات کے خسارے کی مالکاری مشکل ہوگی کیونکہ مالی حسابات میں آنے والی رقوم خاصی کم رہنے کا امکان ہے۔ اس تناظر میں آئی ایم ایف کے ساختی تبدیلی کے پروگرام کا تسلسل بیرونی مالی رکاوٹوں کو دور کرنے نیز معیشت کی لچک اور مضبوطی بڑھانے میں مددگار رہوگا۔

---

2 ایک قابل ذکر تجویز یہ ہے کہ بعض مخصوص زرعی اجناس پر، جن کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، عارضی ونڈ فال ٹیکس لگا دیا جائے۔ صرف ایک بار عائد ہونے والے اس محصول سے جو آمدنی آئے وہ سیلاب زدگان کی امداد پر لگائی جائے جس سے تعمیر نو وغیرہ کے لیے وسائل کی دستیابی بہت بہتر ہو جائے گی۔

1.3 خلاصہ

1.3.1 حقیقی پیداوار کا شعبہ

معاشی بحالی مالی سال 11ء کے اوائل میں اس وقت دھچکے کا شکار ہوئی جب ملک کے زرعی علاقوں کا لگ بھگ ایک چوتھائی حصہ سیلاب کی تباہی سے دوچار ہوا۔ نہ صرف فصلوں اور مویشیوں کو نقصان پہنچا بلکہ زراعت پر انحصار کرنے والی متعدد صنعتیں، بجلی کے پلانٹ اور اشیا سازی کی دیگر سرگرمیاں بھی متاثر ہوئیں۔ تاہم شعبہ خدمات کی متوقع اچھی کارکردگی م س 11ء میں جی ڈی پی کی نمو کو سہارا دے گا۔ علاوہ ازیں تقریباً تمام زرعی پیداوار کی قیمتوں میں غیر متناسب اضافے کی بنا پر کاشتکاروں کی نامیہ آمدنی نمایاں طور پر بڑھ گئی جس سے ملکی طلب پر سیلاب کے اثرات جزواً زائل ہوگئے۔

زراعت

خریف کی فصلیں 97 لاکھ ہیکٹر پر اگائی گئیں لیکن شدید بارشوں اور سیلاب نے تقریباً 24 لاکھ ہیکٹر پر کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچایا۔ ابتدائی تخمینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ چاول، کپاس، مکئی، دالوں اور پھلوں کو بھاری نقصان پہنچا۔ تاہم سیلاب زدہ علاقوں میں گنے کی فصلوں کو ہونے والے نقصان کی غیر سیلابی علاقوں کی یافت میں اضافے سے تلافی ہوگئی۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ سیلابوں اور مون سون کی زیادہ بارشوں کی وجہ سے زیرزمین پانی کی کیفیت میں بہتری، مٹی میں پانی کی سطح اور ریزوائرز میں پانی کی دستیابی بہتر ہونے سے م س 11ء کے موسم ربیع کے لیے امکانات روشن ہوگئے۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جولائی تا نومبر م س 11ء کے دوران بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی مجموعی پیداوار 2.3 فیصد سال بسال گھٹ گئی جبکہ جولائی تا نومبر م س 10ء میں 0.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ کمی زیادہ تر عارضی رکاوٹوں اور ناسازگار موسم کی بنا پر خام مال کی قلت کی وجہ سے ہوئی۔ خصوصاً تعمیراتی سرگرمیاں کم ہوئیں جس کا جزوی سبب سرکاری ترقیاتی اخراجات میں کٹوتیاں تھیں، ملک کی سب سے بڑی ریفائنری زیر آب آنے سے پیداوار رک گئی اور ٹیکسٹائل کے شعبے کو مزید ایک سال خام مال کی قلت برداشت کرنی پڑی۔ سڑکوں اور بجلی کے انفراسٹرکچر کو نقصان کی وجہ سے مجموعی صنعتی کارکردگی میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ توقع ہے کہ نجی مجموعی طلب کی مضبوطی اشیا سازی کی مثبت نمو میں مدد دے گی۔

بیرونی شعبے کا مقامی صنعتوں پر ملا جلا اثر پڑا ہے۔ پچھلے دو برسوں میں برآمدی منڈیوں میں پاکستانی اشیا سازوں نے جو جگہ پائی تھی وہ ہاتھ سے نکل گئی اور سیمنٹ، دوا سازی اور برقی پنکھوں کی برآمدی طلب کم ہوگئی۔ تاہم امریکہ اور یورپ میں طلب کی بتدریج بحالی سے چمڑے اور ٹیکسٹائل کے شعبے کو فائدہ پہنچا اور ٹیکسٹائل کی برآمدی وصولیاں کپاس کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کی بنا پر بڑھیں۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کے لیے م س 11ء میں بلند برآمدی قیمتوں نے علاقائی حریفوں کے مقابلے میں منافع کا مارجن بہتر بنایا۔

خدمات

شعبہ خدمات کے حوالے سے امکان ہے کہ یہ م س 11ء کے لیے نمو کے مقررہ ہدف کو عبور کر جائے گا۔ اس توقع کی بنیاد سماجی، کمیونٹی اور ذاتی خدمات کا شعبہ ہے جس میں سیلاب زدہ علاقوں میں وسیع پیمانے پر امدادی اور آبادکاری کا کام ہوا ہے۔ مالیات اور بیمہ اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبے بھی نمو میں نمایاں کردار ادا کریں گے جیسا کہ م س 11ء کی پہلی سہ ماہی میں ان شعبوں کی کارکردگی سے ظاہر ہے۔

1.3.2 قیمتیں

حالیہ مہینوں کے دوران معیشت میں گرانی کا دباؤ خاصا بڑھ گیا۔ عمومی گرانی پچھلے سال کے 10.5 فیصد کی سطح سے بڑھ کر نومبر 2010ء میں 15.5 فیصد ہوگئی۔ اس اضافے میں یہ عوامل کارفرما ہے: جلد خراب ہوجانے والی متعدد غذائی اشیا کی رسد سیلاب اور بارشوں کے باعث گرگئی، اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کے اثرات براہ راست منتقل ہوئے، ایندھن کے نرخ بڑھنے سے نقل وحمل کی لاگت پر بالواسطہ اثرات پڑے، بعض بنیادی غذائی اجناس کی بیرونی طلب طاقتور رہی اور مالیاتی خسارے کی تسکیک کی گئی۔

20 فیصد تراشیدہ اوسط سے ناپی جانے والی قوزی گرانی بھی معیشت میں گرانی کا دباؤ بتدریج بڑھنے کا اشارہ کرتی ہے۔ قوزی گرانی نومبر 2010ء میں 13.4 فیصد تک آ گئی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں 10.5 فیصد تھی۔ قوزی گرانی (غیر غذائی غیر توانائی) نومبر 2010ء میں 9.5 فیصد ریکارڈ کی گئی جبکہ پچھلے سال کے اسی مہینے میں 10.6 فیصد تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گرانی کا موجودہ دباؤ صارف اشاریہ قیمت کے غذائی اجزا اور توانائی کی وجہ سے آرہا ہے۔

1.3.3 زر اور بینکاری

اسٹیٹ بینک نے مالی سال 11 کی پہلی ششماہی کے دوران کیے جانے والے تینوں پالیسی فیصلوں میں 50، 50 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا اور پالیسی ریٹ کو 14 فیصد تک پہنچا دیا۔ مالی سال کے آغاز میں نرخوں پر طلب کے مسلسل دباؤ اور معاشی استحکام کے پیش نظر مرکزی بینک نے اپنا پالیسی موقف سخت کرنا شروع کیا۔ جلد ہی مون سون کے سیلاب کے نتیجے میں رسدی دھچکوں نے نمو اور گرانی، خصوصاً غذائی قیمتوں، کے حوالے سے موجودہ تشویش کو بڑھا دیا۔ اس کی بنا پر پالیسی موقف کا تعین دشوار ہوگیا تاہم گرانی کے تسلسل کے ساتھ مالیاتی خسارے کی بڑھتی ہوئی تسکیک کے زری مضمرات نے مرکزی بینک کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہ چھوڑا کہ اگلے دو پالیسی اجلاسوں میں سخت گیری جاری رکھے۔

جولائی تا دسمبر م س 11ء کے دوران زر وسیع (زر 2) میں 6.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ یہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.7 فیصد تک بڑھا تھا۔ زیر جائزہ عرصے کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں حکومتی قرضوں کی وجہ سے نمو اور جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں نمایاں اضافہ زری توسیع کا بڑا سبب تھا۔ علاوہ ازیں جولائی تا دسمبر م س 11ء میں نجی شعبے کو قرضے میں بھی 81.8 ارب روپے اضافہ ہوا جو جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ خام مال کی لاگت بڑھ گئی۔

جولائی تا نومبر م س 11ء کے دوران بینکوں کی امانتوں کی اساس 1.0 فیصد بڑھ گئی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں 0.1 فیصد بڑھی تھی، جس کا سبب نومبر میں ترسیلات کی بڑی مقدار میں آمد اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں اضافہ تھا۔ اس دوران بینکاری صنعت کے اثاثہ جاتی معیار میں مزید بگاڑ آیا۔ م س 11ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی غیر ادا شدہ قرضے 34.2 ارب روپے بڑھ کر 494 ارب روپے ہوگئے۔ بازار زر میں م س 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران اولین بازار کی سرگرمیوں پر ٹی بلز کا غلبہ رہا جس میں حکومت نے خالص عرصیتوں کے 199.6 ارب روپے قبول کیے۔ زیر جائزہ مدت میں اجارہ صکوک کی بھی دو کامیاب نیلامیاں ہوئیں جن میں 80 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 89 ارب روپے قبول کیے گئے۔ پہلی دو پی آئی بی نیلامیوں میں حکومت نے تمام بولیاں مسترد کردیں تاہم نیلامی کے نتائج زیر جائزہ مدت کے گذشتہ دو نیلامیوں کی نسبت خاصے بہتر ہوئے۔

1.3.4 مالیاتی صورتحال

اخراجات کی نمو میں نمایاں کمی کے باوجود م س 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 1.6 فیصد تک پہنچ گیا۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں تعمیرنو اور بحالی کی سرگرمیوں کے لیے رقوم کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے اخراجات میں کمی کی اور ترجیحات کا دوبارہ تعین کرتے ہوئے ترقیاتی اخراجات میں بھاری کٹوتی کی گئی۔ تاہم م س 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زیادہ تر مالیاتی بگاڑ محاصل میں کمی کے باعث ہوا جس کی وجہ غیر ٹیکس محاصل میں نمایاں کمی اور ٹیکس محاصل کی رفتار میں سستی تھی۔ علاوہ ازیں کافی متبادل وسائل کی عدم موجودگی میں کمزور مالیاتی موقف نے حکومت کو خسارے کی تسکیک پر بہت انحصار کرنا پڑا۔ ان تمام حالات سے ٹیکسیشن نظام میں ہنگامی اصلاحات کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے تاکہ ٹیکس اساس میں توسیع لائی جاسکے اور محاصل جمع کرنے کے عمل میں ضیاع نہ ہو۔

ملکی قرضہ جات وواجبات

مجموعی ملکی قرضے اور واجبات جون 2010ء کی سطح کے مقابلے میں نومبر م س 11ء میں 6.7 فیصد بڑھ گئے۔ بلند مالیاتی خسارے اور بیرونی مالکاری کی محدود دستیابی کی بنا پر ملکی قرضے میں اضافہ ہوا۔ ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے ملکی قرضہ جات وواجبات کے مجموعی اسٹاک میں اضافہ سارے کا سارا حکومت کے ملکی قرض کی وجہ سے ہوا جبکہ اجناس کی خرید وفروخت اور پی ایس ایز کے قرضوں کی واپسی میں اس مدت کے دوران کمی دیکھی گئی۔ حکومت کے ملکی قرض میں اسٹاک کا اضافہ مرکزی بینک سے حکومت کی بھاری قرض گیری کی وجہ سے ہوا جبکہ جدولی بینکوں کے قرضے کے اسٹاک میں آخر نومبر م س 11ء تک معمولی اضافہ ہی ہوا۔

1.3.5 بیرونی شعبہ

ادائیگیوں کا توازن

جاری حسابات کا خسارہ جولائی تا نومبر م س 11ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 72.3 فیصد کم ہوا۔ یہ کمی برآمدات کی نمایاں نمو، کارکنوں کی مسلسل ترسیلات اور سیلاب زدگان کی امداد کے لیے نجی وسرکاری گرانٹس کی وجہ سے آئی۔ دوسری جانب مالی کھاتے کا فاضل 2.2 ارب ڈالر کی سطح سے تیزی سے گرا اور 0.5 ارب ڈالر رہ گیا۔ اس کمی کی بڑی وجہ دیگر سرمایہ کاریوں میں واضح کمی تھی حالانکہ آئی ایم ایف نے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے 45 کروڑ 30 لاکھ ڈالر کا ہنگامی قرضہ بھی دیا۔ سرمایہ اور مالی کھاتے کی فاضل رقم کم ہونے سے مجموعی بیرونی کھاتہ کم ہو کر 0.1 ارب ڈالر رہ گیا جبکہ پچھلے سال 0.94 ارب ڈالر تھا۔ تاہم مجموعی فاضل رقم سے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو کچھ سہارا ضرور ملا جو آخر نومبر 2010ء میں 16.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ اس سے شرح مبادلہ قدرے مستحکم رہی اور جولائی تا نومبر م س 11ء میں اس میں 0.35 فیصد کمی آئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 2.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔

تجارتی کھاتہ

جولائی تا نومبر م س 11ء میں تجارتی خسارہ 93 کروڑ 82 لاکھ ڈالر بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 3 ارب 22 کروڑ 3 لاکھ ڈالر بڑھا تھا۔ پچھلے سال کے برخلاف، جب درآمدات کی کمی نے تجارتی کھاتے کو بہتر بنایا تھا م س 11ء کے دوران درآمدی بل میں 2 ارب 28 کروڑ 82 لاکھ ڈالر کے اضافے کی بنا پر بگاڑ آیا جو برآمدی آمدنی میں ایک ارب 35 کروڑ ڈالر کے اضافے سے تجاوز کر گیا۔

درآمدات میں تیزی غذائی اور ٹیکسٹائل کی اشیا کی درآمدات بڑھنے کا نتیجہ تھی۔ درآمد کی بلند طلب کے علاوہ اجناس کی بلند عالمی قیمتوں نے درآمدی بل کو مزید بڑھایا۔ جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے ٹیکسٹائل گروپ کے بلند قدر اضافی کے شعبے نے بہتر بیرونی طلب کی بنا پر مناسب کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اس کی وصولیوں خصوصاً کپاس کی بلند تر قیمتوں کی بنا پر بڑھ گئیں۔ بنیادی اجناس مثلاً کپاس، پھلوں اور سبزیوں کی برآمد مقدار کے لحاظ سے کم ہوئی تاہم بڑھتی ہوئی برآمدی قیمتوں سے اس کا اثر جزواً زائل ہو گیا۔